الکتاب والحکمۃ

عزیز زبیدی

ٹھہرو! ٹھہرو! حساب! حساب!

(۱)

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ مُّعْرِضُونَ ○ مَا يَأْتِيهِم مِّن ذِكْرٍ مِّن رَّبِّهِم مُّحْدَثٍ إِلَّا اسْتَمَعُوهُ وَهُمْ يَلْعَبُونَ ○ لَاهِيَةً قُلُوبُهُمْ وَأَسَرُّوا النَّجْوَى الَّذِينَ ظَلَمُوا هَلْ هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ أَفَتَأْتُونَ السِّحْرَ وَأَنتُمْ تُبْصِرُونَ ○

(پارہ ۱۷، سورہ الانبیاء، ع ۱)

لوگوں کے حساب (کا وقت) قریب آگیا۔ اس پر بھی وہ غفلت میں، اپرے منہ کئے ہوئے (چلے) جارہے ہیں۔ ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے جو بھی نیا حکم آتا ہے بس اسے ہنسی (مخول) کرتے ہوئے سنتے ہیں (اور) ان کے دل (ہیں کہ مطلق) متوجہ نہیں۔ اور یہ ظالم چپکے چپکے سرگوشیاں کرتے ہیں کہ یہ شخص ہے ہی کیا، تم ہی جیسا ایک انسان رہی ہے۔ تو کیا تم دیدہ دانستہ جادو (کی باتیں سننے کو) آتے ہو؟

غفلت کے مارے اور یوم حساب، موت اور قیامت، دو ایسے لمحات ہیں، جن میں حساب کتاب کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ ویسے تو ہر پیش آنے والی شئے قریب تصور کی جاتی ہے، لیکن موت تو ایک ایسی گھڑی ہے جو بس آنے کو ہے اور اسے ہر ایک انسان محسوس بھی کرتا ہے۔ اس کے باوجود حالت ہے جیسے کچھ بھی نہیں ہونے والا، حساب نہ کتاب۔ یہ غفلت اور بے ہوشی کی انتہا ہے۔ اور یہ وہ کیفیت ہے جس میں ہزاروں مہلک خطرات مضمر ہوتے ہیں۔

قرآن حکیم کو یہ شکوہ ہے کہ حساب کتاب کی گھڑی سر پر کھڑی ہے۔ مگر ان منکروں اور رنگیلوں کو دیکھئے کہ وہ اپنے اللوں تللوں میں یوں لگے ہیں جیسے کوئی بات ہی نہیں ہے۔ ان کو اپنے کرتوتوں کی فکر ہے نہ اس سلسلے کے احتساب کی۔

جب کسی طرف سے کوئی خطرہ درپیش ہو تو انسان خواہ کسی حال میں ہو اور کہیں ہو۔ اس کی نگاہ بہر حال اسی طرف لگی رہتی ہے۔ بار بار نگاہیں اسی طرف کو اٹھتی ہیں۔ کھٹکا ہوتا ہے کہ کل نہیں پڑتی۔ اگر کوئی شخص اس کے بجائے منہ ہی دوسری طرف کر لیتا ہے۔ اور پھر اس اعراض اور بے پرواہی کے ساتھ ساتھ دل بھی اسکے

احساس سے خالی ہو رہتا ہے۔ تو پھر یہی کہا جائے گا کہ بس ان کے دن بُرے آئے قرآن حکیم کا ارشاد ہے کہ ان معصیت کوش غافلوں کا بھی یہی عالم ہے۔ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ مُّعْرِضُونَ۔

بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ مجرم ایک ایسے ماحول میں ہوتا ہے کہ ہوش میں آنیوالی کوئی بھی بات اس کے کانوں میں نہیں پڑتی ہے اس لئے وہ مست الست ہو رہتا ہے لیکن غضب تو یہ ہے کہ خطرے کا الارم بھی ہو رہا ہو، گھنٹی بھی بج رہی ہو، جھنجوڑ جھنجوڑ کر اس کو جگانے والے جگانے کی کوشش کر رہے ہوں، مگر یار ہے کہ نہیں سنتا۔ آنکھ نہیں کھولتا، کروٹ نہیں لیتا، کان نہیں کرتا، اگر کرتا ہے تو صرف اتنا کہ آپ کو دیکھ کر ہنس دیتا ہے۔ یوں جیسے کسی نے اس سے دل لگی کی ہو۔ یا یہ سمجھا ہو کہ یہ کوئی پاگل ہے جو پاگلوں جیسی بڑیں ہانک رہا ہے۔ مَا يَأْتِيهِم مِّن ذِكْرٍ مِّن رَّبِّهِم مُّحْدَثٍ إِلَّا اسْتَمَعُوهُ وَهُمْ يَلْعَبُونَ ۝

اب آپ ایسے شخص کی شقاوت، بدنصیبی اور محرومی کا خود ہی اندازہ کر لیجئے کہ مآل آخر وہ کس انجام سے دوچار ہونے والا ہے اور کل کیا اس کا حشر ہونے والا ہے۔ یقین کیجئے یہی کیفیت اس بدنصیب قوم کی ہے جس سے آج داعیانِ حق کو پالا پڑ گیا ہے۔ یہ بے ہوش، یہ بدمست، یہ رنگیلے شاہ، یہ مسخرے یہ مسکر اور اپنے ماسوٰی ساری دنیا کو پاگل، احمق اور نادان سمجھنے والے یہ سُفَہاء اور مست سارے لوگ حق اور اہل حق کو باتیں بنا کر اپنی موت اور آخرت کو ہی بوجھل بنا رہے ہیں۔ کسی کا کیا بگاڑ رہے ہیں لیکن ابھی ان کو اس کا ہوش نہیں ہے۔ جب ان کو ہوش آیا، ہوش ہی جاتے رہیں گے۔

ان ازلی بدنصیبوں کی شقاوت کی انتہا یہ دیکھئے کہ داعیانِ حق کے پیہم اصرار کے باوجود اگر کوئی بات ان کے کانوں میں پڑ بھی گئی ہے۔ تو اب اس پر سنجیدگی سے غور کرنے کے بجائے الٹا اس کی راہ روکنے کے لئے سازشوں میں لگ جاتے ہیں، سب سے بڑا جو تیر وہ چلا سکتے ہیں وہ بات پر غور نہیں کریں گے۔ وہ بات کرنے والے کی ذات کو موضوع بحث بنا لیں گے۔ یہ ایسا وہ ویسا، اس کے باوجود بھی کام نہ چلا تو پھر یہ کہہ کر ٹال دیں گے کہ جناب! بات وات کچھ نہیں، یہ ان کے الفاظ کی شعبدہ گری ہے۔ لفظوں کی ساحری اور جادو بیانی ہے۔ ایک عقلمند کو یہ بات زیب نہیں دیتی کہ کسی کے صرف لفظوں کے ہیر پھیر سے اپنے مستقل موقف اور ڈگر کو بدل ڈالا جائے۔ هَلْ هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۖ أَفَتَأْتُونَ السِّحْرَ وَأَنتُمْ تُبْصِرُونَ ۝

خدا کا واسطہ دے کر ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا آج ہم اسی سٹیج پر نہیں کھڑے، کیا آج ہم اسی دور سے نہیں گذر رہے، کیا آج ہم کو ایسے ہی کوڑھیوں سے واسطہ نہیں پڑ گیا؟ اس کے بعد آپ خود ہی غور

فرمائیں کہ اگر اس قوم کی اب بھی یہی کیفیت رہی تو کل اسکے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔ ان ناداوں کو دنیا میں جو بھگتان بھگتنا پڑ رہا ہے۔ اس قوم کے ذہین افراد، قائدوں اور منتخب روزگار نمائندوں کے کردار اور اس کے انجام کی جو تفصیل آپ کے سامنے آ رہی ہے۔ اس سے اس قوم کی عمومی ذہنیت، عملی پستی اور بد مستی کو آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے۔ کہ جہاں اس قوم کے خواص کا یہ حال ہے۔ اس کے عوام کا خدا جانے کیا حال ہوگا یہ احتساب جواب قوم کو درپیش ہے، اس احتساب کی ایک ہلکی سی جھلک ہے۔ جو آخرت میں ہونے والا ہے

جو چپ رہے گی زبانِ خنجر لہو پکارے گا آستیں کا ؏

۴۔ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ ۝ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ۝ يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ۝ مَاۤ اَغْنٰى عَنِّيْ مَالِيَهْ ۝ هَلَكَ عَنِّيْ سُلْطٰنِيَهْ ۝ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ۝ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ۝ ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ۝ (پ ۲۹ - الحاقہ ع)

"اور جس کا نامۂ (اعمال) اسکے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ وہ کہے گا۔ اے کاش! مجھے میرا نامۂ (اعمال) ملا ہی نہ ہوتا اور مجھے خبر ہی نہ ہوتی کہ میرا حساب کیا ہے! اے کاش! مرنے سے (میری ہستی کا) خاتمہ ہو گیا ہوتا۔ میرا مال میرے (کچھ بھی) کام نہ آیا۔ مجھ سے میری بادشاہت لٹ گئی (پھر ہم اسکی بابت حکم دینگے) کہ اس کو پکڑو اور اسکے گلے میں طوق ڈالو، پھر (کشاں کشاں لے جا کر) اس کو جہنم میں دھکیل دو۔ پھر زنجیر سے جس کی ناپ گزوں میں ستر گز ہوگی۔ اس کو خوب جکڑ دو۔"

یہ وہ جماعت ہے جس پر بے لاگ احتساب کے بعد فردِ جرم عائد کر دی گئی ہے۔ اور ان کو اب نامۂ اعمال پڑھنے کو دیا جا رہا ہے۔ تاکہ وہ اپنی آنکھوں سے اس کا مشاہدہ کر لیں۔ چنانچہ پڑھ کر ان کی چیخ نکلے گی۔ ہائے ربا! یہ بات تھی۔ مجھے نامۂ اعمال کاہے کو دکھایا، الٰہی! اب تو مجھے موت ہی آ جاتی۔ اب تو ایک ایک کرکے سہارے میرا ساتھ چھوڑے جا رہے ہیں۔ جاگیریں اور ملیں دھن اور دولت سب نے آنکھیں پھیر لیں۔ انہی کے سہارے اپنی خدائی کے تخت بچھائے تھے۔ وہ اب بالکل بیکار ہو رہے ہیں۔ تخت و تاج، فوج و سپاہ، پارٹی اور جان چھڑکنے والے عوام سب غائب ہیں، وہ صدارت، یہ امارت، وہ وزارت اور یہ حکومت خدا جانے کہاں جا چھپی ہیں۔ ؏

کس نمی پرسد کہ بھیا کون ہو

یہ چیخ و پکار ہو رہی ہوگی۔ ادھر سے آواز آئے گی۔

اسے پکڑو! اس کے گلے میں طوق ڈال کر اسے گھسیٹو، اور گھسیٹتے گھسیٹتے اس مردود کو لے جا کر جہنم کے گہرے گڑھے میں پھینک دو۔ دیکھئے! ادھر ادھر کھسکنے نہ پائے آہنی زنجیروں میں اسے جکڑ کر وہاں باندھ دو۔

احتساب کا مرحلہ انتہائی حوصلہ شکن مرحلہ ہے۔ اس کی سان پر جسے ڈال دیا گیا، بس رہ گیا۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ دنیا کا یہ محدود احتساب کیا رنگ لا رہا ہے۔ کل تک جس کے اشارہ پر ملک کی فضائیں رقصاں رہتی تھیں، جس کا نام سنتے ہی دنیا جہان کی ہر چیز پر سکتہ طاری ہو جاتا تھا، جس کی خواہش کے سامنے ملک کا ذرہ ذرہ آپ کو دم بخود نظر آتا تھا، جس کے سپاہ تھی، فوج تھی، پولیس تھی، دھن تھا، دولت تھی خزانہ تھا، جاگیر تھی، زور بیان تھا، سیاسی طاقت تھی، جو اس حد تک مخمور تھا کہ اپنے جہان کا آپ خدا کہلاتا تھا۔ جب اس پر افتاد پڑی، گرفت ہوئی ان کے عالم بدمستی میں جب خدا کی بے آواز لاٹھی حرکت میں آئی تو آپ نے دیکھ لیا کہ:

فوج کام نہ آئی نہ سپاہ، وزارت نے کوئی سہارا دیا نہ صدارت نے۔ سیاسی کروفر جاتی رہی۔ حکومت کا ڈھول پول رہا۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ قرآن نے اپنے بیان میں شاید کسی جابر بے خدا اور مست الست حکمران کا ذکر کیا ہے۔ اور ان کے پس دیوار زنداں چلے جانے کی کوئی تصویر کھینچی ہے۔ قارئین آیت کو سامنے رکھیں اور عہد حاضر کے حکمران ٹولے کی تصویر زنداں، احتساب اور مآل کو بھی اس کے آئینہ میں دیکھنے کی کوشش فرمائیں تو بے ساختہ بول اٹھیں گے کہ شاید یہ کہانی ساری انہی کی کہانی ہے۔ فَاعْتَبِرُوْا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ۔

۴۔ وَكُلَّ إِنْسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهُ فِي عُنُقِهِ وَنُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كِتَابًا يَلْقَاهُ مَنْشُورًا ○ اِقْرَأْ كِتَابَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا (پ۱۵ - بنی اسرائیل ع۲)

"اور ہم نے ہر انسان کی قسمت (عمل) اس کے گلے کا ہار کر رکھا ہے۔ اور اس کے لئے قیامت کے دن ہم ایک نوشتہ نکالیں گے۔ جسے وہ کھلا ہوا پائے گا (اس سے کہا جائیگا کہ) اپنا نامہ (اعمال) خود پڑھ لے، آج تو خود ہی اپنا حساب کرنے کو کافی ہے۔"

اور پڑھ کر چلا اٹھیں گے، کہ "يَا وَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتَابِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً إِلَّا أَحْصَاهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا" (پ۱۵ - الکہف ع۶)

"ہائے ہماری کم بختی۔ اس رجسٹر کو کیا ہو گیا ہے۔ نہ کوئی چھوٹا گناہ چھوڑتا ہے نہ بڑا، سب جمع کر رکھا ہے۔ اور جو ان لوگوں نے کیا تھا (وہ سب اس میں) موجود پائیں گے۔"

اسے انسان کی شومئی قسمت قرار دیا گیا ہے کہ اس نے جتنا اور جیسا کچھ برا بھلا کیا۔ وہ یہاں نہیں رہ جائے گا وہ کچا چٹھا قبر اور حشر تک بھی اس کا ساتھ نہیں چھوڑے گا اور بالکل اسی طرح جس طرح کہاوت مشہور ہے۔ کہ "میں تو چھوڑتا ہوں کمبل نہیں چھوڑتا" زندگی کا ایک ایک لمحہ اور حیاتِ مستعار کی ایک ایک گھڑی کا حساب ہوگا، بے لاگ ہوگا، بھرپور ہوگا، جامع ہوگا، کم نہ بیش، بالکل منصفانہ ہوگا۔ پھر اسے یہ کچا چٹھا پڑھنے کو دیا جائے گا۔ کہ وہ پڑھ کر دیکھ لے کہ اسے کہیں یہ شکوہ تو نہیں کہ ؎

پکڑے جاتے ہیں فرشتوں کے لکھے پر ناحق!
آدمی کوئی ہمارا دمِ تحریر بھی تھا

کیونکہ آجکل سی آئی ڈی کچھ ایسے کام بھی کر لیا کرتی ہے کہ معزز شہریوں کا ناطقہ بند کرنے کے لئے جھوٹے الزامات کی ایک فہرست تیار کرتی رہتی ہے۔ لیکن وہاں "آدمی کوئی دمِ تحریر بھی تھا" جیسی بے اطمینانی کا جواب بھی ساتھ ہی ہوگا کہ یہاں صرف آدمی کوئی اور دمِ تحریر والی بات نہیں بلکہ وہاں تم خود تھے۔ تم خود اس کے گواہ ہو۔ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ (پ ۲۳ - یٰسٓ ع ۴)

"آج ہم ان کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے اور جیسے کرتوت یہ لوگ کیا کرتے تھے، ان کے ہاتھ ہم کو بتا دینگے اور ان کے پاؤں (بھی) گواہی دے ڈالیں گے (بلکہ ایک ایک رونگٹا ٹیپ ریکارڈ کی طرح بول اٹھے گا)"

حَتّٰٓى اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (پ ۲۴ - حٰمٓ السجدہ ع ۳)

"یہاں تک کہ (جب سب) دوزخ پر آجمع ہونگے۔ جیسے جیسے عمل یہ لوگ کرتے رہے تھے۔ ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کے (گوشت) پوست ان کے مقابلے میں گواہی دیں گے۔"

آخر اعترافِ جرم کے سوا چارہ نہیں رہے گا۔ تو بول اٹھیں گے۔ الٰہی! غلطی ہوئی۔

فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا (پ ۲۴ المؤمن ع ۲)

"تو (اب) ہم اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں۔"

بہرحال دنیا احتساب کا آخری دن نہیں ہے۔ بلکہ ابتدائی ہے۔ اور بالکل ابتدائی۔ پورا اور منصفانہ کل ہوگا۔ اس دن کے لئے آج ہی سوچ لیجئے۔ کل سوچنے سے کچھ فائدہ نہیں ہوگا بہرحال احتساب ہوگا اور شدید ہوگا۔ وہاں سب کے پردے چاک ہونگے اور سب کے سب فاش ہو کر رہیں گے۔ هَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ۔

۷- وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ (پ ۲۳ - الصّٰفّٰت ع ۲)

"(ہاں!) ان کو ٹھہراؤ! ان کا احتساب کرنا ہے۔"

سوال ہوگا کہ جناب! دنیا میں جو حق اور ناحق ایک دوسرے کا ہاتھ بٹایا کرتے تھے۔ اب کیوں نہیں کرتے؟

مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ (پ ۲۳ الصّٰفّٰت ع ۲)

"اب ایک دوسرے کی مدد تو کجا رہی۔ ایک دوسرے کو کوسیں گے کہ تونے ہی میرا بیڑا غرق کیا۔"

وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ۝ قَالُوْٓا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْيَمِيْنِ ۝ قَالُوْا بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝ وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِيْنَ ۝ (ایضًا)

"اور ایک دوسرے کی طرف منہ کرکے پوچھا پاچھی کریں گے۔ ایک فریق (دوسرے فریق سے) کہے گا کہ تم ہی ہم پر پل پل کر آئے (اور بہکاتے) تھے۔ وہ جواب دیں گے (کہ نہیں) بلکہ تم خود ہی بے ایمان تھے۔ اور تم پر ہمارا کچھ زور تو تھا نہیں۔ واقعہ یہ ہے تم خود ہی فطرتًا سرکش تھے۔"

یہ صورت دیکھ کر کہیں گے کہ ہائے! اتنی دور ہوتے کہ ایک دوسرے کا منہ ہی نہ دیکھتے۔

حَتّٰٓى اِذَا جَآءَنَا قَالَ يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ ۝ (پ ۲۵ زخرف ع ۴)

فرمایا اب اس لے دے سے کیا بنے گا۔ تم دونوں ذلیل تھے۔ اور مل کر ہی جوتے کھاؤ۔

وَلَنْ يَّنْفَعَكُمُ الْيَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ اَنَّكُمْ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ (ایضًا)

جو برے لیڈروں، گمراہ حکمرانوں اور بدکردار ساتھیوں کا آج ساتھ دے رہے ہیں، سوچ لیں یہ یاری کل بھی جاری رہے گی۔ اور بڑی مہنگی پڑے گی۔ مزہ تو جب ہے کہ اس وقت بھی آہ نہ نکلے۔ لیکن وہاں جو حال ہوگا، بہت ہی عجیب ہوگا۔ ایک دوسرے پر لعنتیں کریں گے اور کہیں گے۔ الٰہی! انہوں نے ہمارا بیڑا غرق کیا تھا۔ آج ان کو دوگنا عذاب میں مبتلا کر۔ جواب ملے گا! درخواست منظور! پر دونوں کے لیے!

كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ۭ حَتّٰٓى اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا ۙ قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَاۗءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ڛ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ (پ ۸ - اعراف ع ۴)